شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

حدیث "سنت خلفاء راشدین" کی تشریح

خلفاء راشدین کی سنت کا حجت ہونا' صحیح حدیث میں بیان ہوا ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ (المتوفی ۷۵ ھ) روایت کرتے ہیں کہ :- "ایک دن آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہمیں (صبح کی) نماز پڑھائی پھر اپنا رخ مبارک ہماری طرف پھیر کر ہمیں انتہائی مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہ پڑے اور دل خوفزدہ ہو گئے اس وقت ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ گویا یہ رخصت کرنے والے کا وعظ ہے سو آپ ہمیں کچھ وصیت فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالی سے ڈرنے اور امیروقت کی (جو مسلمان اور عادل ہو) بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کا تاکیدی حکم دیتا ہوں اگرچہ وہ (کالا کلوٹا) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو بلا شبہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت اختلافات دیکھے گا پس تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے جو ہدایت یافتہ ہیں اس مذکور سنت کو تم مضبوطی سے پکڑو اور اس کو اپنی داڑھوں کے نیچے خوب دباؤ اور تم نئے نئے امور سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز (جو دین میں نکالی جائے) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" (مسند احمد: ج۴' ص۱۲۶۔ ابوداؤد: ج۲' ص۹۲۔ ابن ماجہ: ج۱' ص۵۔ مشکوۃ: ج۱' ص۲۹۔ موارد الظمآن: ص۵۶۔ مستدرک حاکم: ج۱' ص۹۲)

امام حاکم اس حدیث کو سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:۔ "یہ سند بخاری اور مسلم دونوں کی شرط پر صحیح ہے اور مجھے اس میں کوئی خرابی معلوم نہیں ہے"۔اور ناقد فن رجال علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اس میں کوئی علت موجود نہیں ہے (تلخیص المستدرک جلد اول' ص۹۶) اور امام ترمذی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

ھذا حدیث حسن صحیح۔ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے قواعد عربی کے لحاظ سے حضرات خلفاء راشدین کی سنت کے وجوب اور لزوم اور اس کی مخالفت سے گریز و اجتناب کی جتنی ممکن تعبیریں ہو سکتی تھیں اس حدیث میں صاف طور پر ارشاد فرما دی ہیں مثلاً۔ (ا) **علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء** کے جملہ میں آپ نے ان کو خلفاء کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ خلیفہ کا حکم اتنا ہی واجب الاتباع ہوتا ہے جتنا کہ اصل کا ورنہ خلیفہ ہونے کا مطلب ہی کیا۔ یعنی اتباع اور پیروی کے لحاظ سے جو حکم اصل کا ہے وہی خلیفہ ہونے کا مطلب اور نائب کا ہے۔

(۲) آپ نے اس لزوم کو لفظ علیکم سے ادا فرمایا ہے اور یہ لفظ وضعا لزوم کے لئے آتا ہے گویا آپ نے حضرات خلفاء راشدین کی سنت کو بھی ویسا ہی لازم اور ضروری قرار دیا جیسا کہ خود

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت لازم اور ضروری ہے۔ حافظ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ:۔ "لفظ علیٰ حسا و معنی برتری اور غلبہ کے لیے آتا ہے پس حقیقتہ وہ ایجاب میں مستعمل ہوتا ہے کیونکہ وہ مکلف پر لازم اور غالب ہوتا ہے۔" (التحریر، ص ۲۰۳، طبع مصر)۔ اور علامہ صدر الشریعۃ فرماتے ہیں کہ:۔ "لفظ علی استعلاء کے لیے آتا ہے اور علیٰ دین (کہ مجھ پر قرضہ ہے) کے جملہ سے مراد وجوب ہوتی ہے کیونکہ قرض ایسی چیز ہے جو معنی مقروض پر غلبہ پاتا اور اس پر سوار ہوتا ہے۔" (توضیح ص ۲۶۷)۔ اور مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں کہ:۔ "اس میں شک نہیں کہ لفظ علیکم وضعا لزوم پر دلالت کرتا ہے اور معطوف لغت میں معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے پس اس لفظ سے خلفاء کی سنت کا لزوم بھی اسی طرح ثابت ہوا جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت لازم ہے سو ان دونوں میں سنیت اور استحباب کا فرق کرنا درست نہیں ہے (کہ آپ کی پیروی تو سنت ہو اور حضرات خلفاء راشدین کی مستحب ہو جیسا کہ بعض نے یہ سمجھا اور کہا ہے) کیونکہ مستحب لازم نہیں ہوتا۔" (اعلاء السنن، ج ۷، ص ۴۵)۔

ان تمام اقتباسات سے یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی کہ لفظ علیٰ وضعا لزوم اور وجوب کے لیے آتا ہے تو آپ کی سنت کی طرح خلفاء راشدین کی سنت بھی لازم ہے۔

(۳) لفظ سنت کی الخلفاء کی طرف اضافت ایک الگ قرینہ اور دلیل ہے کی خلفاء کی سنت لازم ہے کیونکہ حضرات صحابہ کرام کے باقی آحاد و افراد کی اتباع اور پیروی بھی تو **ماانا علیہ واصحابی** کی حدیث کے پیش نظر مامور اور مستحب ہے، اگر سنت خلفاء کا بھی یہی مقام اور درجہ ہو تو وجہ تخصیص باقی نہیں رہتی اور خلیفہ کا امتیاز کچھ نظر نہیں آتا حالانکہ یہ صحیح حدیث اپنے سیاق و سباق کے اعتبار سے خلفاء اور غیر خلفاء کا فرق نمایاں اور عیاں کرتی ہے جس کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

(۴) اس حدیث میں آپ نے خلفاء کو راشدین فرمایا ہے اور روشن بات ہے کہ رشد اور درست امر کی اتباع لازم ہے اور اس کے مقابلہ میں جو عمل ہو گا وہ غیر رشد ہو گا اور جب وہ بھلائی اور رشد نہ رہا تو اس سے اجتناب لازم اور ضروری ہے۔

(۵) راشدین کے بعد آپ نے مہدیین کا لفظ فرما کر اس بات کو اور مضبوط اور مؤکد کر دیا ہے کہ جب وہ حضرات ہدایت یافتہ ہیں تو ان کی اتباع اور پیروی لازم ہو گی کیونکہ اگر مہدیین کی اتباع لازم نہ ہو تو کس کی اتباع لازم ہو گی؟ اور مہدی وہی ہو سکتا ہے جس کو پروردگار کی طرف سے ہدایت کے بلند و بالا مقام پر فائز کیا گیا ہو گویا انہوں نے یہ مقام از خود حاصل نہیں کیا بلکہ ان کو مرحمت ہوا ہے۔

(۶) اس کے بعد آپ نے **وتمسکو ابہا** ارشاد فرمایا ہے یعنی اپنے کسب و اختیار اور ارادہ سے تم حضرات خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامو اور پکڑو کیونکہ لفظ تمسک باب تفعل سے ہے

اور باب تفعل میں اکثر تکلف کا مفہوم ملحوظ ہوتا ہے جو عامل کے کسب و اختیار اور ارادہ پر دلالت کرتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ غیر ارادی اور غیر شعوری طور پر نہیں بلکہ اپنے کسب اور ارادہ کے ساتھ میری سنت کی طرح تم میرے خلفاء راشدین کی سنت کو بھی مضبوطی سے پکڑو اور تھامو۔

(۷) پھر مزید تاکید کرتے ہوئے **عضوا علیہا بالنواجذ** فرمایا کہ میری سنت کی طرح میرے خلفاء راشدین کی سنت کو بھی اپنی ڈاڑھوں کے ساتھ نہایت مضبوطی سے پکڑو اور واضح امر ہے کہ جو چیز ڈاڑھوں میں پکڑی جائے گی وہ بنسبت دوسرے دانتوں میں پکڑنے کے زیادہ مضبوط ہو گی اور **تمسکو ابہا اور عضوا علیہا بالنواجذ** کے دونوں حکم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے حضرات خلفاء راشدین کی سنت کی طرف یکساں راجع ہیں سو اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مسلمانوں پر لازم الاتباع ہے تو سنت الخلفاء بھی لازم الاتباع ہی ہو گی کیونکہ جب دونوں کا حکم ایک ہی انداز سے بیان کیا گیا ہے تو پھر بلا کسی قطعی دلیل کے ان میں فرق کرنا بے سود اور لایعنی ہے اور اصول کے لحاظ سے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کا حکم ایک ہوتا ہے۔

(۸) اس حدیث میں آپ نے یہ بھی واضح طور پر فرما دیا کہ جس آدمی کو طویل زندگی حاصل ہو گی اور مرور زمانہ کی وجہ سے دینی اور مذہبی ماحول بدلتا جائے گا تو ایسے شخص کو بکثرت اختلافات نظر آئیں گے اور فرمایا کہ ایسے مواقع پر ہر مسلمان کا اسلامی فریضہ یہ ہے کہ وہ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور اسی کی پیروی اور اتباع کرے گویا اختلاف کے موقع پر اور اختلاقی امور میں مسلمانوں پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے حضرات خلفاء راشدین کی سنت حجت اور معیار ہے۔

(۹) اس حدیث میں آپ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ آپ کی اور آپ کے حضرات خلفاء راشدین کی سنت کے مقابلہ میں جو جو امور اور جو جو کام رونما ہوں گے وہ خالص بدعت ہو گی اور اسی لیے آپ نے **ایاکم ومحدثات الامور** ارشاد فرما کر ایسے امور کے ارتکاب سے سختی کے ساتھ نہی فرمائی ہے اس سے یہ بات بھی بالکل آشکار ہو گئی کہ سنت مذکور کے برخلاف جو عمل بھی ایجاد کیا جائے گا گو وہ نیک نیتی ہی سے کیوں نہ ہو وہ خالص بدعت ہو گا کہیں کم اور کہیں زیادہ اور ایسے فعل سے ہر مسلمان کا بچنا ضروری ہے۔

(۱۰) پھر آپ نے محض لفظ بدعت پر ہی اکتفاء نہیں کی تاکہ بدعت کے دلدادہ اور اس کے شیدائی اپنی مرضی سے بدعت کے ساتھ حسنہ کا پیوند لگا کر اس بدعت کی ترویج و اشاعت پر کمربستہ ہو جائیں بلکہ آپ نے ایک دوسری صحیح حدیث میں بدعت کے ساتھ لفظ ضلالۃ ارشاد فرما کر بدعت کا سیئہ ضلالت اور گمراہی ہونا متعین فرما دیا ہے تاکہ کسی طرح بھی کسی کو کوئی شبہ پیش نہ آئے اور نہ اس کا

موقع مل سکے چنانچہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ عموماً آپ خطبہ میں یہ الفاظ بھی فرمایا کرتے تھے **وشر الامور محدثاتها و کل بدعته ضلالته الحدیث** (مسلم جلد ۱ ص ۲۸۵) "اور برے کام وہ ہیں جو (دین میں) نئے نئے پیدا کئے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے" اور ایک اور روایت میں اس طرح آتا ہے آپ نے فرمایا کہ:۔ "اور جو نئے نئے کام (دین میں) گھڑے جائیں وہ برے ہیں اور ہر وہ نئی چیز (جو دین میں نکالی جائے) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی (کرنے والا) دوزخ میں ہے۔" (نسائی ص ۱۷۹ ج ۱) اور **کل ضلالته فی النار** کے الفاظ کتاب الاسماء والصفات ص ۶۴ للبیھقی میں بھی آتے ہیں۔ **تلک عشرۃ کاملۃ**

الحاصل آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے آپنے مخصوص جوامع الکلم میں اپنی اور اپنے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے اور تھامنے کی اور اس کے خلاف امور سے گریز و اجتناب کرنے کی جس احسن پیرایہ میں تاکید در تاکید فرمائی ہے عربی کے قواعد کے لحاظ سے اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص حضرات خلفاء راشدین کی سنت سے گریز کرے اور معاذ اللہ تعالیٰ خود اسی سنت کو خلاف سنت اور بدعت قرار دے اور اس پر چلنے والوں کو اپنے مشائخ اور بزرگوں کی سنت پر چلنے کا طعنہ دے اور تقلید آباء و اجداد کی چوٹیں کرے تو اس جہان میں اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ اور اگر وہ حضرات خلفاء راشدین کی سنت کو دلیل اور حجت نہ سمجھے تو اس کو کون منوا سکتا ہے؟ کون مسلمان اس کا تصور کر سکتا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قوم کے سامنے براہین و دلائل نہ پیش کئے ہوں گے مگر نہ ماننے والے یہی کہتے رہے کہ تم ہمارے سامنے کوئی دلیل نہیں پیش کر سکے۔ مثلاً حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کے سامنے جب برہان و دلیل کے ساتھ دعویٰ پیش کیا تو قوم یہی کہتی رہی کہ:۔ **قالوا یاهود ماجئتنا ببینته** (پ ۱۲، ہود، رکوع ۵) اس لیے تعصب اور تن آسانی سے کنارہ کشی اختیار کر کے بنظر انصاف جمہور امت کا ساتھ دیا جائے کیونکہ حق انہی کے ساتھ ہے اور امت کی اکثریت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور آپ کے حضرات خلفاء راشدین کی سنت اور جمہور امت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

جناب منظور احمد جاوید کا انتقال (اناللہ وانا الیہ راجعون)

روزنامہ جنگ راولپنڈی کے سینئر سب ایڈیٹر ڈاکٹر منظور احمد جاوید گزشتہ روز انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون مرحوم کا تعلق ساہیوال کے ایک مذہبی گھرانے سے تھا۔ جمعیۃ طلباء اسلام سے منسلک رہے "عزم نو" کا نظام تعلیم نمبر انہی کی محنت کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔